بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۹/
رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵

اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ ؕ عَسٰۤی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر:- رحمت اللہ خان شاکر
یوم یکشنبہ

جلد ۳۱	۲۰ ماہ احسان ۱۳۲۲ ھش	۱۵ جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ	۲۰ ماہ جون ۱۹۴۳ء	نمبر ۱۴۴

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۹ ماہ احسان ۱۳۲۲ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج صبح ۱۰ بجے کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کا ٹمپریچر کل بھی کئی گھنٹے نارمل رہا۔ صرف شام کے وقت ۹۹ درجہ تک ہو گیا تھا۔ رات کے پچھلے حصہ میں پھر نارمل آ گیا۔ کھانسی میں بدستور تخفیف ہے۔ عام طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

حضرت ام المومنین اطال اللہ بقاءہا کو پھر سر درد اور اسہال کی تکلیف ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا کریں۔

کل بعد نماز عصر حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے خواجہ غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل کی لڑکی کنیز احمد صاحبہ کا نکاح عبد الحمید صاحب حوالدار کلرک ابن شیخ عبد الرحیم صاحب سے چھ

روزنامہ الفضل قادیان ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ

مسلمان نوجوانوں میں ذہنی انقلاب کی تڑپ

اور اس کی تسکین کی صحیح صورت

دنیا میں لامذہبیت۔ مسلمانوں کی مذہب سے بیزاری اور روحانیت سے محرومی۔ تعلق باللہ کا فقدان۔ اور یہ چیزیں دوبارہ دنیا میں کس طرح قائم ہو سکتی ہیں وغیرہ سوالات کا صحیح اور فطرت انسانی کو کلی طور پر مطمئن کرنے والا جواب وہی ہے۔ جو احمدیت پیش کرتی ہے۔ اور جو لوگ احمدیت سے دور ہیں۔ وہ نہ تو خود اطمینان پا سکتے ہیں۔ اور نہ دوسروں کو مطمئن کر سکتے ہیں۔ بڑے بڑے علماء فضلا اور محققین اور مختلف مسائل میں بال کی کھال اتارنے اور بڑے بڑے ادق علمی نکات۔ کو حل کرنے والوں کے سامنے جب مذہب اور خالق و مخلوق کے مابین تعلق کے بارے میں سیدھی سادی باتیں آتی ہیں تو ان کا جواب دینے میں ان کی بے بسی اور بے چارگی قابل رحم ہوتی ہے۔

دار المصنفین اعظم گڑھ کے ماہوار علمی رسالہ کے تازہ پرچہ کا ایک شذرہ یہ سطور لکھنے کا محرک ہوا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ مسلمان نوجوانوں میں ایک ذہنی انقلاب کی تڑپ پیدا ہے۔ اور مستقبل کی تلاش کی کاوش ان کی ہر فکر اور عمل سے ظاہر ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ اسلامی تخیل اور اسلامی اعمال کا ایک ایسا خاکہ تیار کریں۔ جو ان کے حال کو بدل کر ان کے مستقبل کو ان کے ماضی سے مربوط کر دے۔ آگے چل کر لکھا ہے۔ کہ یہ کام علمائے کرام کا تھا۔ اور وہ چونکہ تغافل برت رہے ہیں۔ اس لئے نوجوانوں میں جو لوگ تھوڑی بہت اہلیت رکھتے ہیں۔ وہ اسکو اپنی حیثیت کے مطابق سر انجام دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور علم کامل نہ ہونے کی وجہ سے غلطیاں کرتے ہیں۔ علمائے کرام تکفیر و تفسیق سے ان غلطیوں کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ نوجوان اپنی غلطیوں کی صحت پر اصرار کرتے ہیں۔ اور اسطرح ان دونوں طبقوں میں کشمکش اور کشیدگی شروع ہو جاتی ہے بہ صحیح صورت کیا ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ہمارا معاصر لکھتا ہے۔ "کتاب و سنت میں جو کچھ ہے اسکو بدعات و اضافات سے پاک کر کے صحابہ تابعین اور تبع تابعین کے علمی نمونوں کے مطابق کر کے سامنے لایا جائے۔ صداقت کی سادگی اپنے اندر کشش رکھتی ہے۔ تاریخی طور سے اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہر دور کے مجددین امت نے اسی راستہ سے کامیابی حاصل کی ہے۔ اور لوگوں کی ذہنیتوں اور عملی کیفیتوں میں تبدیلی پیدا کی ہے۔ غرضکہ طرز تبلیغ اور موعظت میں بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی جائے"۔

معاصر معارف کی باگ قابل لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے امید ہے وہ ہماری گزارشات پر توجہ کرے گا۔ اور یہ بتانے کی تکلیف گوارا کرے گا۔ کہ کتاب و سنت میں جو کچھ ہے۔ اس کو بدعات و اضافات سے پاک کون کرے۔ علمائے کرام تو پہلے ہی تغافل برت رہے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے خود لکھا ہے۔ اور ذہنی انقلاب کی تڑپ رکھنے والے نوجوان "علم کامل نہ ہونے یعنی تمام پہلوؤں کے پیش نظر نہ ہونے کی وجہ سے غلطیاں کرتے ہیں۔ یہ بھی آپ مانتے ہیں۔ پھر جو "صحیح صورت" آپ تجویز کرتے ہیں۔ وہ بروئے کار آئے تو کیونکر۔ بے شک صداقت کی سادگی خود اپنے اندر کشش رکھتی ہے۔ مگر اسے سادگی کے ساتھ پیش کرنے کا تو کوئی انتظام ہونا چاہیئے۔ اور پھر بنظر انصاف یہ بھی تو سوچیئے۔ کہ جب تاریخی طور سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ ہر دور کے مجددین امت نے تو اسی راستہ سے کامیابی حاصل کی ہے۔ تو ہمارے اس دور نے کونسا ایسا جرم کیا ہے کہ اسے مجدد کے راستہ پر چل کر کامیابی حاصل کرنے کے موقعہ سے محروم کر دیا گیا ہے۔ کیا یہ ظلم نہیں کہ ہر دور کے تو مجدد ہوں مگر اس دور کا کوئی مجدد نہ ہو۔ اور جب ہر دور میں کامیابی کا راستہ یہی رہا ہے۔ تو اس دور میں کیوں نہ ہو۔ ہر دور کے مجددین نے لوگوں کی ذہنیتوں اور عملی کیفیتوں میں تبدیلی پیدا کی ہے۔ تو اس دور کی ذہنیتوں اور عملی کیفیتوں میں تبدیلی بغیر مجدد کے کیونکر ہو سکے گی۔ یہ ایسے حقائق ہیں۔ ایسے سادہ حقائق اور سیدھی باتیں ہیں جنہیں سمجھنے کے لئے کسی بڑے فلسفیانہ دماغ اور عالمانہ قابلیت کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک سمجھدار انسان ان کو سمجھ سکتا ہے۔ اور اگر علمی مذاق رکھنے والے ان کو نہ سمجھیں۔ تو کس قدر افسوس کی بات ہے۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ جو کچھ ہر دور میں ہوتا معاصر معارف کو مسلم ہے۔ وہی اس دور میں ہو چکا ہے۔ مگر ضرورت ہے خدا ترس اور صداقت پسند قلب کی۔

اخبارِ احمدیہ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے لئے دُعائیں اور صدقات سیالکوٹ شہر۔ لجنہ اماء اللہ کی طرف سے حضور کے لئے بطور صدقہ غرباء و یتامے میں کھانا تقسیم کیا گیا۔ اور دُعائیں کی گئیں۔ خاکسارہ سکرٹری لجنہ اماء اللہ۔ سرائے نورنگ (بنوں) ۱۱؍ماہ احسان کو جماعت کے تمام افراد نے اجتماعی دُعا کی۔ اور بطور صدقہ قریباً ۸۰-۹۰ سائلین۔ یتامے اور بیوگان کو کھانا کھلایا گیا۔ محمد طیب احمدی امیر جماعت۔ دہلی۔ ۱۰؍جون لجنہ اماء اللہ کی طرف سے اپنے اپنے حلقوں میں جلسہ کیا گیا۔ جس میں تحریک دعا پر تقریریں ہوئیں۔ مرکز میں ۲۰ روپے بطور صدقہ ارسال کئے گئے۔ نیز ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلایا گیا۔ خاکسارہ صغرے بیگم سیکرٹری لجنہ۔ امرت سر۔ جماعت احمدیہ امرتسر نے اپنے پیارے امام کی صحت یابی کے لئے لمبی دُعا کی۔ بطور صدقہ غرباء میں گوشت تقسیم کی جائے گا۔ ڈاکٹر محمد منیر ڈسکہ۔ اجتماعی طور پر دعا کی گئی۔ ۱۳؍احسان کو یک صد بچوں کو کھانا کھلایا گیا۔ خاکسار شکر اللہ واقف زندگی از ڈسکہ۔ میانوالی خانوالی علاوہ انفرادی دعاؤں کے جمعہ کے روز حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے لئے اجتماعی دعا کی۔ اور دو مینڈھے صدقہ کئے۔ خاکسار محمد شریف سکرٹری

عہدہ میں ترقی ڈاکٹر عبدالحق صاحب کیپٹن کے عہدہ سے ترقی کر کے میجر بنا دیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔

پتہ مطلوب ہے میرا لڑکا عبدالرشید صاحب جمعدار لوور سیر ۶۵۶۴ اے۔ ڈبلیو کمپنی لاہور سے ۱۷ فروری کو تبدیل ہو کر بیگم پیٹ حیدر آباد دکن گیا تھا۔ مجھے اس کا تا حال کوئی خط نہیں ملا اور تنخواہ موصول نہیں ہوئی۔ جس دوست کو کوئی علم ہو یا اگر وہ خود پڑھے تو فوراً اطلاع دے۔ کیونکہ اسکی والدہ اور دیگر متعلقین پریشان ہیں۔ خاکسار عبدالعزیز پنشنر محلہ دارالبرکات قادیان

مختلف امتحانات میں کامیابی میٹرک کے امتحان میں میرا لڑکا منصور احمد خان صوبہ بلوچستان میں اول نمبر پر پاس ہوا ہے۔ بلوچستان گورنمنٹ نے مبلغ ۲۵ روپے ماہوار وظیفہ دینا منظور کیا ہے اللہ تعالےٰ خیر و برکت کا موجب بنائے عزیز ایک ہونہار اور پابند صوم وصلوٰۃ لڑکا ہے۔ دوست اس کی درازی عمر کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ احمد اللہ خان احمدی سیکرٹری مال انجمن احمدیہ کوئٹہ۔ (۲) چودہری خلیل احمد صاحب ناصر کے بھائی لطیف احمد صاحب طاہر بی۔ اے کے امتحان میں پاس ہوئے ہیں (۳) ہدایت اللہ صاحب منصور نیو دہلی بی۔ اے کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں (۴) سید حبیب اللہ صاحب صادق نے ایف۔ ایس۔ سی کا امتحان دیکر ۴۰۰ نمبر حاصل کئے ہیں۔ آپ میڈیکل گروپ میں تمام پنجاب میں مسلمانوں میں دوسرے نمبر پر رہے ہیں

درخواستہائے دُعا (۱) چودہری بشارت احمد صاحب بی۔ اے چھاؤنی سیالکوٹ ایک زخم کی وجہ سے تکلیف میں ہیں (۲) خالد سیف اللہ خان صاحب قادیان کی والدہ صاحبہ بیمار ہیں (۳) ڈاکٹر محمد احمد صاحب عدن کی اہلیہ صاحبہ اور ڈاکٹر احمد صاحب کا لڑکا رشید احمد بیمار رہے احباب سب کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا ضروری ارشاد

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد مبارک کے ماتحت احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جو جماعتیں اور دوست حضور کی شفایابی کے لئے صدقہ کے طور پر بکرے وغیرہ ذبح کر رہے ہیں۔ وہ بجائے بکرے ذبح کرنے کے اس رقم کو غرباء کے لئے غلہ مہیا کرنے کے فنڈ میں جمع کرا دیں۔ تاکہ اس سے جماعت کا نادار اور غریب طبقہ دیرپا فائدہ اٹھا سکے۔ جو دوست حضور کی خدمت میں صدقہ کے لئے روپے بھجوا رہے ہیں۔ حضور وہ بھی غرباء کے لئے گندم خریدنے میں خرچ فرما رہے ہیں۔

(پرائیویٹ سیکرٹری)

موجودہ حالات پر چند خیالات

ازجناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

هم پر تری نگاہ جو پہلے تھی اب نہیں ‌ ‌ ہاں اتنا جانتے ہیں کہ یہ بے سبب نہیں

سردار انبیاء تو مدفون خاک ہوں ‌ ‌ عیسیٰ فلک پہ زندہ ہو کیا یہ عجب نہیں

افلاک پر فرشتے بھی ہیں بھیجتے درود ‌ ‌ صرف آپ کے سلامی عجم اور عرب نہیں

پھولوں پہ پھول بیٹھی ہے گلزار میں ہزار ‌ ‌ گلفام میرا دیکھ تو کیا منتخب نہیں

ہر ملک میں مبلغ اسلام جا چکا ‌ ‌ کیا منہمک بہ فسق و ابا رب کے سب نہیں

کچھ نیک کام کر کہ ترے کام آئیگا ‌ ‌ دنیا میں دیرپا کبھی عیش و طرب نہیں

بغض و عناد رکھتا ہے جو پاکباز سے ‌ ‌ انکار کون کرتا ہے وہ بولہب نہیں

شب بھر تڑپ تڑپ کے کسی کے فراق میں ‌ ‌ وہ کونسی سحر ہے کہ یہ جاں بلب نہیں

فرسودہ ہڈیوں پہ الٰہی تو رحم کر ‌ ‌ اب تو اٹھائے جاتے یہ رنج و تعب نہیں

دل مضمحل۔ دماغ پراگندہ ہو چلا ‌ ‌ شرحِ بیان غم کی رہی تاب و تب نہیں

وہ روز۔ روز کیا کہ نہ ہو شمس نوربار ‌ ‌ جس میں ضیاءِ ماہ نہ ہو وہ شب بھی شب نہیں

بڑھ بڑھ کے اسلئے نہیں لیتے بلائیں ہم ‌ ‌ کہدے نہ کوئی حسن کا پاسِ ادب نہیں

مایوس مشکلات میں اکمل ہو کس لئے

کیا اس کا کارسازِ حقیقی وہ رب نہیں

مذاکرہ علمیہ

مسئلہ رجم کے متعلق حکم (علیہ السلام) کا فیصلہ

مسئلہ رجم عقیدہ کے ساتھ تعلق رکھنے والا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک عملی مسئلہ ہے۔ مسلمانوں کا تعامل بتاتا ہے۔ کہ اسلام میں شادی شدہ زانی کو رجم ہوتا رہا ہے۔ احادیث سے یہ امر ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کروایا۔ پھر خلفائے راشدین کے زمانہ میں رجم ہوتا رہا۔ بعد ازاں مسلمانوں نے فقہی قوانین مرتب کئے۔ اور ان میں بھی رجم کی تعزیر کا ذکر کیا گیا ہے۔ الغرض یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو مسلمانوں کے تعامل سے ثابت ہے۔ اور یہ بات وہم میں بھی نہیں آسکتی۔ کہ اتنی دیر تک اجتماعی طور پر مسلمانوں کا تعامل ایک غلط بات پر رہا ہو۔ اور وہ اسے نہ سمجھے ہوں۔ لیکن اگر مسلمانوں کے تعامل جیسے واضح ثبوت کے ساتھ بھی مسئلہ رجم کے متعلق تسلی نہ ہو۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان تحریرات پر غور کرنا چاہیئے۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام میں رجم کے ہونے اور پھر اس کی بنیاد قرآنی حکم پر ہونا فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم (احزاب) یعنی کسی مسلمان کے یہ بات شان شایاں نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی امر کا فیصلہ کردیں۔ تو وہ اس کو تسلیم کرنے میں کوئی چون وچرا کرے۔

پھر حدیث میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں یہ بیان ہوا ہے۔ کہ حضور حکم وعدل ہوں گے۔ اور مسلمانوں کے اندر جو غلطیاں ہوں گی۔ ان کو واضح کرکے مسلمانوں کی صحیح راہ نمائی کرینگے۔ پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی ایسی واضح تحریر جس کی کسی قسم کی تاویل نہ ہوسکتی ہو۔ ہمیں مسئلہ رجم کے متعلق مل جائے تو ہمارے شان کے شایاں یہی امر ہے۔ کہ ہم حضور کے فیصلے کو ناطق جانیں۔ اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کردیں۔ پس جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہمیں ایسے حوالہ جات ملتے ہیں۔ جن سے مسئلہ رجم ثابت ہو جاتا ہے۔ (۲) اور یہ کہ اس کی بنیاد قرآنی حکم پر ہے۔ چنانچہ حضور (علیہ السلام) کا جو مباحثہ ڈپٹی عبداللہ آتھم کے ساتھ بمقام امرتسر ہوا۔ اور جو جنگ مقدس کے نام سے مشہور ہے۔ اس مناظرہ کے ۲ر جون کے پرچہ میں، ڈپٹی آتھم کی طرف سے ایک یہ بھی اعتراض کیا گیا۔ کہ قرآن مجید میں جبر کی تعلیم پائی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امر کی بڑے زور سے تردید فرمائی کہ قرآن مجید میں کہیں یہ تعلیم نہیں پائی جاتی۔ کہ انسان مجبور محض ہے۔ پھر اس کی دلیل میں ڈپٹی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"یہ بھی آپ نہیں جانتے۔ جس حالت میں اللہ تعالےٰ نے چور کے ہاتھ کاٹنے کے لئے اور زانی کے سنگسار کرنے کے لئے قرآن کریم میں صاف حکم فرماتا ہے۔ تو پھر اگر جبری تعلیم ہوتی تو کون سنگسار ہوسکتا تھا؟"

(جنگ مقدس پرچہ ۲ر جون ۱۸۹۳ء)

اس حوالہ سے یہ امر بالکل واضح ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رجم کی حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔ اور اس کی بنیاد قرآن کریم پر رکھی ہے۔ کیونکہ حضور نے چور کے ہاتھ کاٹنے اور زانی کے سنگسار کئے جانے یعنی ہر دو کو قرآن مجید کی بناء پر قرار دیا ہے اب یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ ہم اس بات کو دیکھ کر کہ چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم قرآن مجید میں صاف طور پر آتا ہے۔ لیکن رجم کا حکم بظاہر ہمیں نظر نہیں آتا۔ لہٰذا چور کے متعلق تو قطع ید کو تو قرآن مجید کی بناء پر تسلیم کریں۔ اور دوسرے کا انکار کردیں۔ اگر ایک کو مانیں گے۔ تو یقیناً دوسرے کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ یا ہر دو کا انکار کرنا پڑے گا۔

ممکن ہے کوئی صاحب اس حوالہ کی یہ تاویل کرنے کی کوشش فرمائیں۔ کہ یہاں قرآن مجید سے مراد شریعت اسلامیہ ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس کی یہ تاویل کرنا محال ہے۔ کیونکہ جس معترض کو حضور نے جواب دیا ہے۔ اس کا یہ اعتراض تھا۔ کہ قرآن کریم میں جبر کی تعلیم ہے۔ اگر حضور کے جواب میں لفظ قرآن کریم کی بجائے شریعت اسلامیہ کا لفظ رکھا جائے۔ تو پھر معترض کے سوال کا جواب نہیں بنتا کیونکہ معترض تو قرآن مجید پر اعتراض کرتا ہے۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ حضور قرآن مجید سے ہی جواب دیتے۔ چنانچہ حضور نے اس کے مقابل قرآن مجید کو ہی پیش کیا۔ پس ہم لفظ قرآن مجید کی کوئی تاویل نہیں کرسکتے۔ ورنہ عبارت کا مفہوم بگڑ جائے گا۔ پھر سب سے زیادہ قابل غور بات حضور کی عبارت میں حضور کا وہ فقرہ ہے۔ جس میں حضور فرماتے ہیں۔ "اگر جبری تعلیم ہوتی تو کون سنگسار ہوسکتا تھا" اس فقرہ میں جو مضمون حضور نے بیان فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اگر قرآن کریم کی تعلیم یہ ہوتی۔ کہ انسان مجبور ہے۔ تو پھر اتنی سخت سزا ہاتھ کاٹے جانے اور رجم کی بھلا مسلمانوں میں سے کون لینے کو تیار ہوتا۔ لیکن عمل یہ بتاتا ہے۔ کہ جرم ثابت ہونے پر مسلمان رجم ہوتے رہے اور ان کے ہاتھ بھی کاٹے جاتے رہے۔ اور یہ حکم انہوں نے اپنے اختیار سے اپنے اوپر وارد کیا۔ تو اس بات کے پیش نظر کس طرح اعتراض کیا جاسکتا ہے۔ کہ قرآن کریم جبر کی تعلیم دیتا ہے۔ الغرض حضور کے فقرہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ حضور نے مسلمانوں کے تعامل کو پیش فرمایا ہے پس حضور کے سارے حوالہ سے تین باتیں ظاہر ہیں۔

(۱) رجم کا حکم اسلام میں ہے

(۲) رجم کے حکم کی بنیاد قرآن مجید کی بناء پر ہے۔

(۳) رجم پر مسلمانوں کا تعامل رہا۔ اور مسلمانوں میں سے جو لوگ زنا کے مرتکب ہوتے تھے۔ خود برضاء ورغبت سنگسار ہوتے تھے۔

پھر ایک اور حوالہ جو حضور کی جنگ مقدس کی عبارت کی وضاحت کرتا ہے۔ اور اس امر کی تائید کرتا ہے۔ کہ رجم اسلامی حکم ہے۔ اور اس کی بنیاد قرآن مجید پر ہے، اور وہ یہ ہے۔ کہ حضور سے سوال کیا گیا۔ کہ برات کے ساتھ باجا بجانے کے متعلق کیا حکم ہے۔ اس کے متعلق حضور جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ باجا اعلان نکاح کی خاطر جائز ہے۔ اور اس کی دلیل حضور اپنی طرف سے دیتے ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"باجا بجانا اس صورت میں جائز ہے۔ جبکہ یہ غرض ہو۔ کہ اس نکاح کا عام اعلان ہو جائے۔ اور نسبت محفوظ رہے۔ کیونکہ اگر نسبت محفوظ نہ رہے۔ تو زنا کا اندیشہ ہوتا ہے جس پر خدا نے بہت ناراضگی ظاہر کی ہے۔ یہاں تک کہ زنا کے مرتکب کو سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے"۔

(فتاوے احمدیہ جلد دوم صفحہ ۱۵)

• یہ حوالہ اتنا واضح ہے۔ کہ ہم اس کے متعلق قطعاً کوئی تاویل نہیں کرسکتے۔ اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضور نے ممکن ہے عام مسلمانوں کا عقیدہ بیان کردیا ہو۔ کیونکہ یہ کوئی ایسا موقعہ نہ تھا۔ کہ مسلمانوں کا عقیدہ بیان کیا جاتا۔ یہ تو حضور نے ایک سوال کے جواب میں فتوے دیا ہے۔ نیز حضور کے اس حوالہ میں یہ عبارت بہت ہی قابل غور ہے:۔ کہ

"زنا پر خدا تعالےٰ نے بہت ناراضگی ظاہر کی ہے۔ یہاں تک کہ زنا کے مرتکب کو سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے۔"

اس عبارت میں حضور نے اس امر کی تصریح فرمائی ہے

کہ زنا کی سزا میں سنگساری کا حکم حکم خداوندی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی طرف سے بیان کردہ نہیں ہے، پس اب ہر ایک شخص یہ سمجھ سکتا ہے، کہ وہ حکم جو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ وہ قرآن مجید میں ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اسی میں خدا تعالیٰ کے احکام ہیں۔ بس اس حوالہ سے جہاں یہ بات واضح ہے کہ رجم کا حکم اسلام میں ہے۔ وہاں یہ بات بھی واضح ہے کہ رجم کے حکم کی بنیاد قرآن مجید پر ہے جیسا کہ چشمۂ معرفت میں حضور پہلے فرما چکے ہیں۔

پھر تیسرا حوالہ جو مسئلہ رجم کی تائید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے ملتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضور آریوں کے اس اعتراض کا کہ حلالہ اور نیوگ ایک ہی جیسی چیزیں ہیں۔ رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں پر لعنت بھیجی ہے جو حلالہ کے پابند ہوں۔ چنانچہ ابن عمر سے مروی ہے کہ حلالہ زنا میں داخل ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حلالہ کرنے کرانے والے سنگسار کئے جاویں"...... پھر فرماتے ہیں "حلالہ قطعی حرام ہے۔ اور مرتکب اس کا زانی کی طرح متوجب سزا ہے" (فتاویٰ احمدیہ جلد دوم صفحہ ۲۹ و ۳۰)

ان ہر سہ حوالہ جات سے یہ امر واضح ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک

(۱) اسلام میں زانی کے لئے رجم کی سزا مقرر ہے

(۲) یہ حکم حکم خداوندی ہے جس کی بنیاد قرآن مجید پر ہے۔

(۳) مسلمان جو ایسے فعل کے مرتکب ہوتے رہے ہیں وہ خود اپنے اختیار سے بغیر اکراہ کے برضا و رغبت سنگسار ہوتے رہے ہیں۔

پس اس مسئلہ پر غور کرتے ہوئے حضور کی مذکورہ بالا عبارتوں کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔

خاکسار

نور الحق مولوی فاضل

واقف تحریک جدید

ہندو اور سکھ

(۱)

کچھ عرصہ سے اخبارات میں اس قسم کے مضامین کا سلسلہ جاری ہے کہ ہندو اور سکھ ایک ہی قوم ہیں یا دونوں کی جداگانہ حیثیت ہے۔ ایک فریق تو سیاسی ضروریات اور دنیوی مفاد کو مدنظر رکھ کر ان دونوں قوموں کو ایک قرار دینے کی فکر میں ہے اور دوسرا فریق ان دونوں قوموں کی جداگانہ مذہبی تعلیمات اور رسومات کو ملحوظ رکھتے ہوئے دونوں کو الگ الگ ثابت کر رہا ہے اس سلسلے میں علاوہ دوسرے گورو صاحبان کے گورو گوبند سنگھ کا بھی خاص طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔ اور بتایا جاتا ہے کہ گورو صاحب کا مقصد صرف اور صرف ہندو جاتی کی حفاظت تھا۔ اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے آپ نے خالصہ پنتھ کی بنیاد ڈالی۔ لیکن جب ہم سکھ کتب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس خیال میں کچھ بھی حقیقت نہیں۔

سکھ لٹریچر اس بات پر شاہد ہے کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کی زندگی کا بیشتر حصہ ہندو راجاؤں کے خلاف جنگ و جدل میں گزرا۔ کیونکہ وہ سب کے سب آپ کے ایجاد کردہ مذہب کے مخالف تھے۔ اس کے علاوہ آپ کو یا آپ کے ماننے والوں کو کبھی کسی تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ تو اس میں بھی کسی نہ کسی ہندو کا ہاتھ ہوتا تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ گورو صاحب کی کوئی بھی براہ راست لڑائی نہیں ہوئی۔

چنانچہ مشہور سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:-

گورو گوبند سنگھ صاحب ایک نہایت بلند مغز اور عالی دماغ منشیا تھے جب ہزارہا آدمی امرت چھک چھکا کر ان کے پیرو ہو گئے تو قبل اس کے کہ وہ اپنا کام شروع کریں انہوں نے اپنے نو مریدوں کو جو برہمنوں کی کرپا سے ساگ پات کھا کھا کر بالکل گئو ماتا بنے ہوئے تھے جنگ و جدل جیسے مشکل کاموں میں مشاق بنانا چاہا۔ اور اس کے لئے سوائے اس کے اس وقت کوئی دوسری عمدہ ترتیب نہیں تھی کہ وہ پہاڑی راجاؤں کے ملک میں جنہوں نے اُن کے مذہب کی پیروی سے انکار کیا تھا۔ دور دور نکل جایا کریں۔ اور لوٹ مار کر چھاپہ مارنے اور جنگ و جدل میں مہارت حاصل کریں۔ تھکا ہار کھیلیں۔ مہا پرشاد جھکیں۔ گنگا جل پئیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سکھ لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر ہتھیار باندھ کر ست سری اکال۔ ست سری اکال۔ واہگورو جی کا خالصہ۔ سری واہگورو جی کی فتح کا نعرہ لگاتے ہوئے پہاڑی راجاؤں کے ملک میں چھاپہ مار مار کر لوٹ مار کرتے پھرنے لگے۔ اور جہاں کہیں کوہستانی راجاؤں کی فوج جو ان کے ناکوں اور پاداشں میں تعینات ہوتی۔ اگر اتفاق سے مل جاتی تو ان کا نہایت گرم جوشی سے مقابلہ کر کے اُن کو پسپا کر دیتے۔ یہاں تک کہ سنگھوں نے پہاڑی راجاؤں کا ناک میں دم کر دیا............ جب پہاڑی راجاؤں نے دیکھا کہ سکھوں کو شکست دینا اُن کے بس کی بات نہ تھی۔ فوراً صوبہ سرہند کے قدموں پر جا گرے اور بیس ہزار روپیہ خرچ کا ادا کر کے کمک کے خواہاں ہوئے۔ الغرض صوبہ سرہند نے بہت سی فوج لیکر راجہ بھیم چند کی مدد کی"

(تواریخ گورو خالصہ اُردو ایڈیشن صفحہ ۱۵۱ و ۱۵۲)

ہندو صاحبان بھی سکھ بھائیوں کے اس خیال سے متفق ہیں۔ چنانچہ مہاشہ سنت رام صاحب شگفتہ ایڈیٹر اخبار "دھرم ویر" لاہور تحریر فرماتے ہیں:-

"جتنے واقعات ہیں اور ان کو گوبند سنگھ صاحب کی زندگی سے تعلق ہے ان سب میں ہندو پہاڑی راجاؤں کے ساتھ زور آزمائی اور مسلمانوں کی مدد پائی جاتی ہے ہم نہیں سمجھ سکتے اس حالت میں یہ کس طرح کہا جاتا ہے کہ اگر نہ ہوتے گورو گوبند سنگھ ہوتا ہندو دھرم کا ناش۔ ہاں اگر پہاڑی راجاؤں کو مسلمان تسلیم کیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کی زندگی مسلمانوں کے ساتھ سنگرام کرنے گزری۔ لیکن واقعات بتلا رہے ہیں کہ آپ کی تمام عمر ہندو پہاڑی راجاؤں سے جنگ میں صرف ہوئی۔ ہندو قوم کی رکھشا اور حفاظت کے دلکش نغمے نامعلوم کہاں سے گھڑے گئے" (ہندو جاتی اور سکھ گورو صفحہ ۷)

ان دونوں حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سکھ اور ہندو اس بات پر متفق ہیں کہ گورو گوبند سنگھ صاحب اور پہاڑی راجاؤں کی سخت مخالفت تھی۔ اور گورو صاحب کی زندگی کا بیشتر حصہ ان کے خلاف جنگ و جدل میں گزرا اور مسلمان اگر درمیان میں آئے تو صرف پہاڑی راجاؤں کی امداد کی درخواست کی بنا پر۔ ورنہ براہ راست مسلمانوں نے گورو صاحب کے خلاف کوئی فوج کشی نہیں کی۔ مہاشہ سنت رام صاحب نے اس طرح مسلمانوں کے درمیان آنے کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے:-

"گورو گوبند سنگھ صاحب نے بلا تمیز ہندو اور مسلمانوں سے لڑائیاں کیں۔ بلکہ زیادہ تر ان کا جنگ و جدل ہندوؤں کے ساتھ تھا۔ مسلمان حاکموں کو صرف ہندوؤں کی مدد کے لئے شامل ہونا پڑا تھا۔ اور یہ اُن کا اخلاقی فرض تھا کہ اپنے ماتحت اور کمزور ہمسایہ سلطنتوں میں امن و امان قائم رکھیں"

(ہندو جاتی اور سکھ گورو صفحہ ۴)

سکھوں کے مشہور مورخ گیانی گیان سنگھ صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ پہاڑی راجاؤں نے صوبہ سرہند کے پاس شکایت کرنے کے علاوہ بادشاہ وقت کے دربار میں بھی فریاد کی۔ چنانچہ گیانی صاحب لکھتے ہیں:-

"راجہ بھیم چند کہلوریہ نے جو گورو گوبند سنگھ صاحب کا ہمیشہ خائف رہتا تھا اول تو یہ چال چلی کہ مخبروں کے ذریعہ بادشاہ اورنگ زیب کو یہ لکھوا بھیجا کہ ایک فقیر گوبند سنگھ نامی ..... اس گرد و نواح میں اس قدر زور پکڑ گیا ہے جس کا انتہا نہیں۔ سکھوں کا ایک نیا مذہب ایجاد کر کے فوج بھرتی کرتا جاتا ہے۔ شاہانہ لباس رکھتا ہے۔ اور اپنے آپ کو سچا بادشاہ مشہور کرتا ہے۔ سارے ڈکیت اور رہزن لوگ اوس کے مذہب کے پیرو ہو گئے ہیں۔ اگر ابھی سے اسکا تدارک نہ ہوا تو عنقریب بادشاہت میں ایک ایسا عظیم فتور واقع ہوگا کہ جس کا فرو کرنا دشوار ہو جائیگا۔ اور اس کے پیچھے سے تھوڑے ہی دنوں کے بعد خود پہاڑی راجاؤں کو اپنے ہمراہ لے کر بادشاہ اورنگ زیب کے پاس جا فریادی ہوا۔ کہ سکھوں کے گورو گوبند سنگھ نے ہمیں تباہ کر دیا ہے۔ اس کے پیرو لوگ ہمارے ملک کو لوٹ لوٹ کر برباد کر رہے ہیں۔ اور ایسا زبردست شخص ہے کہ جس کا بیان نہیں۔ ہم لوگوں نے کئی مرتبہ اوس پر چڑھائی کی۔ مگر ہر بار ناکامیاب رہے۔ اپنی طاقت کو روز بروز بڑھاتا جاتا ہے کئی ایک قلعے بنا لئے ہیں۔ اور فوج بھرتی کرتا جاتا ہے ..... اگر ابھی سے اس کا کچھ تدارک نہ ہوا۔ تو پھر سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔" (تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۱۵۵)

اب ناظرین خود ہی غور فرمالیں۔ کہ گورو گوبند سنگھ صاحب اور ہندو صاحبان میں باہمی تعلقات کیسے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو صاحبان کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ "کوئی شخص سکھ گورو صاحبان کے اُپکاروں کے گیت گائے اور ہندو قوم کو مرہون منت بنانے کی کوشش کرے تو سوائے اسکے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ تعصب کی پٹی اس کے دل و دماغ کی آنکھوں پر بندھی ہوئی ہے۔ اور وہ اس قدر بے بس ہے کہ راستی اور باطل میں کچھ تمیز نہیں کر سکتا۔" (ہندو جاتی اور سکھ گورو صفحہ ۱۲)

بعض لوگوں کی طرف سے اس بات کو بھی پیش کیا گیا ہے کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کے باپ گورو تیغ بہادر صاحب کے پاس کشمیر کے پنڈتوں نے فریاد کی کہ اورنگ زیب ہم لوگوں کو جبراً مسلمان بنانا چاہتا ہے اس لئے آپ ہماری امداد فرماویں۔ اسپر آپ دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں پر آپ نے ہندو قوم کے تلک اور جنیو کی حفاظت میں اپنی جان قربان کر دی۔ اس واقعہ میں کہاں تک صداقت ہے۔ اس کا اندازہ معزز ناظرین مندرجہ ذیل تحریروں سے خود ہی کر لیں۔ گورو تیغ بہادر صاحب کی اس قربانی کے متعلق ایک سکھ ودوان ڈاکٹر رن سنگھ صاحب لکھتے ہیں:-

"ہائے کس قدر اندھیر کی بات ہے۔ کہ ..... ہماری تحریروں سے ثابت ہے۔ کہ ان کا بلیدان تلک اور جنیو کی حفاظت میں ہوا۔ کیا گورو گوبند سنگھ صاحب ایسا لکھ سکتے تھے۔ ہرگز نہیں۔" (دسم گرنتھ صفحہ ۳۲)

باقی رہا اورنگ زیب کا کشمیر کے ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنانے کا حکم صادر کرنا۔ اس سلسلہ میں ایک غیر مسلم ودوان مہاشہ سنت رام کی مندرجہ ذیل تحریر پیش کرتا ہوں:- "تمام ہندوستان کی تواریخ کی پڑتال کریں۔ اورنگ زیب کے اول سے آخر تک حالات پڑھیں۔ اور اس کے عہد کے واقعات کا بغور مطالعہ کریں۔ کہیں نظر نہیں آئیگا کہ اورنگ زیب نے کوئی ایسا حکم دیا۔ نہ ہی مسلمان مورخوں نے اس کا ذکر کیا۔ اور نہ ہی یورپین سیاحوں نے کہیں لکھا۔ حتیٰ کہ سوڑ پاڈمو گرے آزاد۔ مصنف مسٹر نکولاس منوچی جو شاہ جہاں سے لے کر شاہ عالم کے زمانہ تک مغلیہ دربار میں رہا اور جس نے اورنگ زیب کی ہر ایک حرکت اور چھوٹے سے چھوٹے ظلم کو بھی قلمبند کرنے سے نہ چھوڑا۔ اس کی کتاب میں بھی اس واقعہ کا نام و نشان نظر نہیں آتا۔ اورنگ زیب پنجاب۔ بنگال۔ بہار۔ یو۔ پی اور دکن کے باشندوں کو جبراً مسلمان ہونے کے لئے نہیں کہتا۔ لیکن تعجب کا مقام ہے کہ وہ کشمیر کے پہاڑوں میں اس قسم کا جابرانہ حکم جاری کرتا ہے۔ اور پھر اس صورت میں جبکہ آئندہ در پیش ہونیوالے واقعات بتلاتے ہیں کہ اورنگ زیب اور پہاڑی راجاؤں کے تعلقات نہایت اعلیٰ تھے۔ اور وہ ان راجاؤں کی ہمیشہ مدد دیا کرتا تھا۔ جیسا کہ ہم دوسرے نمبر میں بیان کر چکے ہیں۔ اورنگ زیب اگر ہندوؤں کو جبراً مسلمان کرنا چاہتا تھا تو سب سے پہلے اس کو ضروری تھا کہ وہ اپنے دربار کے ارکین راجہ جے سنگھ اور مہاراجہ جسونت سنگھ وغیرہ اور ہزاروں ان راجپوتوں کو جو اس کی فوج میں ملازم تھے مسلمان کرتا۔ لیکن واقعات بتلاتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوا۔ ..... پس سکھوں کا یہ کہنا کہ اورنگ زیب نے کشمیر کے پنڈتوں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے وہ حکم جاری کیا تھا۔ غلط بالکل غلط ہے۔" (ہندو جاتی اور سکھ گورو صفحہ ۱)

گورو تیغ بہادر صاحب کا دہلی میں قتل کیسے ہوا۔ اس کے متعلق سکھ کتب میں بہت سے عجیب و غریب واقعات لکھے ہوئے ہیں۔ بعض کتابوں میں تو یہاں تک لکھ دیا گیا ہے کہ گورو تیغ بہادر صاحب نے اپنے ایک سکھ ساتھی سے کہا کہ "تلوار مار کر میری گردن اتار دو۔ اسپر اوس سکھ نے گورو صاحب کے حکم کی تعمیل کر دی۔ (ملاحظہ ہو گوربلاس پاتشاہی چھ و گوربلاس پاتشاہی دس مصنفہ بھائی سکھا سنگھ و بھگت رتناولی مصنفہ بھائی منی سنگھ و گورو میما پرکاش مصنفہ باوا سروپ چند اور سکھاں دے راج دی وتھیا) بھنگو رتن سنگھ صاحب نے اپنے پنتھ پرکاش میں گورو تیغ بہادر صاحب کے اس قتل کا واقعہ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔ کہ اورنگ زیب نے گورو تیغ بہادر صاحب کو کوئی کرامت دکھانے کو کہا۔ اس پر گورو صاحب نے یہ جواب دیا کہ:-

تب ستگور نے ایس اچارا
ہمرا اشٹ دیکھو تم بھارا
کرامات ہم ایس دکھائیں
ہمرا سر تو یا دیں ناہیں
ہمرے سر کو تیغ کو لگیو
کٹے نہ سو کرامات دکھیو
تلوار تیکھی کوؤ لیاؤ بیش
چلو یو تے جو کٹت ہمیش
ایسے ایسے بچن کہ گور بیٹھے جونکی نہائے
تیغ لگوائی سس نج ایسے چھل کے دائے

(پنتھ پرکاش صفحہ ۲۴)

یعنی گورو صاحب نے کہا۔ کہ ہم آپکو یہ کرامت دکھاتے ہیں کہ ہمارے سر پر تلوار چلواؤ۔ لیکن ہمارا سر تلوار سے نہیں کٹے گا۔ آپ جسقدر چاہیں تیز تلوار لے آئیں۔ اور اوس کے چلانے والا بھی پورا ماہر ہو۔ لیکن پھر بھی ہمارا سر نہیں کٹیگا۔ یہ کہکر گورو صاحب اشنان کرکے ایک چونکی پر بیٹھ گئے۔ اور اس فریب سے اپنے سر پر تلوار چلوادی۔ اور قتل ہو گئے۔ اورنگ زیب کو اس واقعہ کا بہت افسوس ہوا۔

اب ناظرین ان حوالہ جات کو مدنظر رکھ کر خود ہی غور فرمالیں کہ اس واقعہ میں کہاں تک حقیقت ہے کہ گورو تیغ بہادر صاحب نے ہندو دھرم اور تلک اور جنیو کی خاطر اپنی جان قربان کر دی۔

(عباد اللہ گیانی از قادیان)

صحابہ کرام کی روحانی زندگی کے نقوش

قرآن کریم میں مختلف مقامات پر خدا تعالیٰ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفات کا ذکر کیا ہے۔ مگر آیت قرآنی محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود میں ان تمام صفات کو اجمالاً یکجائی طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ یہ آیت ایک آئینہ ہے۔ جس میں ہم صحابہ کرام کی اصل اور صحیح شکل کا انعکاس دیکھ سکتے ہیں۔ سب سے پہلی صفت جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ اشداء علی الکفار کے الفاظ میں مذکور ہے۔ یعنی مومن کفار کے مقابلہ میں اشداء کا رنگ دکھاتے ہیں۔ اشداء سے پانچ معنوں کا استنباط ہو سکتا ہے (۱) صحابہ دشمن کی طرف سے غافل نہیں رہتے تھے۔ بلکہ چوکس اور ہوشیار رہتے تھے۔ (۲) وہ دشمن کے مقابلہ کے لئے اپنی پوری طاقت رکھتے تھے۔ (۳) وہ دشمن کے مقابلہ پر اپنی طاقت کا پورے طور پر استعمال کرتے تھے (۴) وہ دشمن کے تمدن کا سختی سے مقابلہ کرتے۔ اور اس کا اثر قبول نہیں کرتے تھے۔ (۵) وہ دشمن کے لئے کسی ایسی رعایت کو جائز نہیں رکھتے تھے۔ جو اسلامی مفاد کے خلاف ہو۔ دوسری صفت رحماء بینھم کے الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ ان کا جذبہ ہمدردی عمومیت کا رنگ رکھتا تھا۔ (۶) وہ اپنے بھائیوں کے حقوق ادا کرنے میں کوشاں رہتے تھے۔ یہاں دشمن پر اشداء کا ذکر کرنے کے بعد رحماء کی صفت بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ جب دشمن کے مقابلہ کا جذبہ دل میں پختہ ہو جائے تو لازماً آپس میں اتفاق اور مودت پیدا کرنی پڑتی ہے۔ یا خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔

یہ خدائی کلام کی خوبی ہے۔ کہ اشداء کو رحماء سے پہلے رکھا۔ ورنہ اگر یہ انسانی کلام ہوتا۔ تو رحماء یعنی جذبہ ہمدردی کو پہلے رکھا جاتا۔ مگر خدا نے جو خالق ہے انسانی فطرت کے تقاضا کے مطابق یہاں الفاظ کے تقدم و تاخر کو ملحوظ رکھا ہے۔ پھر فرماتا ہے رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً۔ تو ان کو دیکھتا ہے۔ کہ ان دو کاموں میں جن میں ان کی کوشش کا دخل ہوتا ہے۔ خدا پر توکل کا پہلو ہاتھ سے نہیں چھوڑتے اور ان کاموں میں جن میں ان کی کوشش کا دخل نہیں ہوتا۔ وہ خدا پر پورے طور پر توکل کرتے ہیں۔ گویا بعض کاموں میں ان کی حالت رکعاً کی ہوتی ہے۔ یعنی کوشش بھی کرتے ہیں۔ اور توکل بھی اور بعض کاموں میں کوشش کا دخل نہیں ہوتا۔ اس وقت وہ محض توکل کرتے ہیں اور سجداً کی حالت کا اطلاق ان پر ہوتا ہے۔ دوسرے معنی یہ بھی ہیں۔ کہ عبادت اور نماز وغیرہ کا التزام کرتے ہیں۔ تیسرے معنی یہ ہیں۔ کہ وہ رکعاً کی حالت میں ہوتے ہیں۔ یعنی دنیا سے بکلی انقطاع کا نمونہ دکھاتے ہیں۔ اور صرف خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اسی کی وضاحت کے لئے رکعاً سجداً کے بعد فرمایا یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً۔ اللہ کے فضل سے یہاں مراد دنیا کی ضروریات کا حصول ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ سورۂ جمعہ میں فرماتا ہے۔ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ جب نماز جمعہ کے لئے اذان دی جائے۔ تو تمام دنیا طلبی اور دنیا کسبی کے کام چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی خاطر آ جاؤ۔ اور جب نماز ادا کر لو۔ تو زمین میں پھیل جاؤ۔ اور اللہ کا فضل ڈھونڈو۔ معروف فضل تو مسجد میں زیادہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہاں خدا تعالیٰ زمین میں بکھر کر فضل حاصل کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ فضل دنیا کے مال اور ضروریات زندگی کو کہا گیا ہے۔ انہی معنوں میں فضل کا لفظ متذکرۃ الصدر آیت میں استعمال کیا گیا ہے۔ یبتغون فضلاً سے یہ مراد بھی ہے۔ کہ وہ اپنے کاموں میں اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کی جستجو میں رہتے ہیں۔ اور یہ بھی مراد ہے۔ کہ وہ محض ذاتی کاموں کے دلدادہ نہیں ہوتے بلکہ ایسے کام بھی ان کی دلچسپی کا مرکز ہوتے ہیں۔ جن سے صرف خدا تعالیٰ کی رضا جوئی اور اس کی خوشنودی مقصود ہوتی ہے۔ رکعاً کے مقابل پر یبتغون فضلاً آیا ہے۔ اور سجداً کے مقابل پر رضواناً آیا ہے۔ رکعاً کی حالت میں خدا اور دنیا دونوں سے بیک وقت تعلق ہوتا ہے۔ اس کے مقابل پر فضلاً آیا ہے۔ اور فضل سے مراد خدا کی طرف جھکنا۔ اور دنیا کی ضروریات کا حصول ہے۔ پھر سجداً آیا۔ کہ وہ کلیۃً خدا کے آگے گر جاتے ہیں۔ اور دنیا سے بے پروائی اور استغناء کا رنگ دکھاتے ہیں۔ اس کے مقابل رضواناً کا لفظ آیا ہے۔ اور رضواناً سے مراد اپنے کاموں میں خدا تعالیٰ پر کلی توکل رکھنا ہے۔ اور وہ کام کرنا بھی مراد ہے۔ جو ذاتی مفاد کی خاطر نہ ہو۔ بلکہ محض خدا اور خدا کے دین کی خاطر کیا جائے۔ یہاں تک تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے اخلاق کا جو ان کے اعمال سے ظاہر تھے بیان ہے۔ آگے سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود میں ان کے اخلاق کے ایک نمایاں اثر کا ذکر کیا ہے۔ کہ تو ان کے چہروں پر خدا تعالیٰ کی کامل اطاعت کا اثر دیکھتا ہے۔ یعنی انکی پیشانیوں پر سجدوں کے نشانات نظر آتے ہیں۔ (۲) ان کے چہروں پر خدا تعالیٰ کی بندگی اور عبادت کے تاثرات نور کی شکل میں عیاں ہوتے ہیں۔ (۳) کامل اطاعت کے اثرات یوں بھی دیکھے جا سکتے ہیں کہ ان کے بشرہ سے حلم انکساری اور عجز ظاہر ہوتا ہے۔ اور تکبر۔ غرور۔ نخوت اور خود پسندی ان کی چال ڈھال اور اعمال سے دور رہتی ہے۔ یہ صحابہ کی روحانی زندگی کے نقوش اس آیت میں نہایت صفائی سے نظر آ سکتے ہیں۔ اگر ان نقوش کو زندگی کی بہترین خصوصیات قرار دے کر اختیار کر لیا جائے۔ تو انسان کی دنیا بھی سنور جائے۔ اور دین بھی۔

خاکسار محمود احمد اسمبلی آفس لاہور

ملازمت کا نادر موقعہ

ملٹری اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ میں چند کلرکوں کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۸۰ روپے ماہوار دی جائے گی۔ مستقل ہونے کی قوی امید ہے۔ ایسا ہی ایک چپڑاسی کے لئے مبلغ ۳۵ روپے ماہوار پر آسامی خالی ہے۔ نیز ایک بیلدار اور دو باورچیوں کی بھی ضرورت ہے۔ ممالک عربیہ میں ایک ہوشیار اور تجربہ کار ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ امیدوار فوراً درخواستیں مجھے مقامی جماعت کے امیر کی تصدیق کے ساتھ بھجوا دیں۔ جو احباب کلرکوں کے لئے درخواست کریں۔ وہ ٹائپ شدہ بھیجیں۔ اور سرنامہ چھوڑ دیا جائے۔ ناظر امور عامہ

تقرر عہدہ داران

جماعت احمدیہ گھٹیالیاں کے لئے محاسب سید نثار احمد صاحب۔ ابن شیخ غلام رسول صاحب اور آڈیٹر چوہدری غلام حسین صاحب۔ جماعت احمدیہ داتہ زید کا کے لئے چوہدری نصر اللہ خانصاحب کو محاسب۔ جماعت احمدیہ ... کے لئے چوہدری منیر الدین خانصاحب کو سیکرٹری مال و محاسب۔ جماعت احمدیہ اندور کے لئے محب اللہ خانصاحب ... ضلع منٹگمری کے لئے حکیم عبدالرحیم خان صاحب کو سیکرٹری

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ماہانہ جلسہ

قادیان ۱۹ جون۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ماہانہ اجلاس کل بعد نماز مغرب زیر صدارت جناب چودھری مشتاق احمد صاحب باجوہ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ منعقد ہوا۔ پہلے اخوند ضیاء احمد صاحب نے ہماری ذمہ داریاں کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ جس میں بتایا کہ قرآن کریم نے انسان کا مقصد اصلی عبادت قرار دیا ہے۔ اور ہر ایک اسلامی عبادت میں نظام پایا جاتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض بھی اسی نظام کو از سر نو دنیا میں قائم کرنا ہے۔ اور یہ غرض اسی وقت پوری ہو سکتی ہے۔ جب مغربی تہذیب کو مٹا کر اسلامی تہذیب کو قائم کیا جائے۔ اس کے بعد بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔ اے نے دیانت کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ دیانت کا صحیح مفہوم وہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ یعنی جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ وہی دوسروں کے لئے پسند کرو۔ اگر آج مغربی اقوام اس ایک سنہری اصل پر کاربند ہوں تو دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے احمدی نوجوانوں کے فرائض پر ایک مؤثر تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کہ ہر جماعت کی ترقی کا راز اس کے پروگرام میں مضمر ہوتا ہے۔ اور ہماری جماعت کا مقصد اور پروگرام صرف اعلاء کلمۃ الحق ہے اور ہماری تبلیغ اسی وقت مؤثر ہو سکتی ہے جب ہم اسلامی اخلاق اور قوت عمل کا شاندار نمونہ پیش کریں۔ آپ کے بعد چودھری خلیل احمد صاحب ناصر بی۔ اے نے تنظیم کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض تبلیغ اسلام اور بکھرے ہوئے مسلمانوں کی تنظیم ہے اور مسلمانوں کو منظم کرنے سے پہلے ہماری اپنی تنظیم ضروری ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خدام الاحمدیہ کو نوجوانان احمدیت کی تنظیم و تربیت کی غرض سے قائم کیا ہے۔ پس ہمیں اپنی تنظیم پر زیادہ زور دینا چاہیئے۔ آخر میں صاحب صدر نے فرمایا کہ مذہب اور فلسفہ میں یہ فرق ہے کہ فلسفی صرف اپنے نظریہ کو منوانا چاہتا ہے لیکن مذہب نہ صرف منوانا چاہتا ہے۔ بلکہ تعلیم کے ساتھ ساتھ عمل کو بھی ضروری قرار دیتا ہے۔ لہذا ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ خود قرآن کریم پڑھے پڑھائے اور اس پر عمل کرے۔ بعد ازاں عہد نامہ دہرایا گیا۔ اور دعا کے بعد جلسہ قریباً گیارہ بجے ختم ہوا۔

وصیتیں !

نوٹ :۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کر دے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ

نمبر ۶۶۲۶ منکہ سید محمود ولد میاں متولی قوم اعوان پیشہ تجارت عمر اکتالیس سال تاریخ بیعت ۱۹۳۶ء ساکن لی۔ مارکیٹ کراچی ڈاکخانہ و ضلع خاص صوبہ سندھ۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جدی جائیداد کوئی نہیں ہے۔ میں نے ایک مکان خام مبلغ دو صد روپے میں موضع بڈھی بستی تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ میں خرید کیا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ قریباً انیس کنال زمین زیر کاشت میرے پاس مبلغ آٹھ صد روپے میں رہن ہے۔ اس میں سے چار کنال بڈھی بستی میں واقع ہے اور باقی گیارہ کنال اور چار کنال موضع سیہاں دا کٹھا تحصیل ایبٹ آباد ضلع ہزارہ میں واقع ہے۔ اسوقت میرا گذارہ تجارت پر ہے۔ میں لی مارکیٹ کراچی میں برف و سوڈا واٹر فیکٹری کا مالک ہوں۔ میری ماہوار آمد تقریباً ۸۰/- روپے ہے۔ میں اس آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ ماہ بماہ انشاء اللہ تعالیٰ ادا کرتا رہونگا۔ اور اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع باقاعدہ دیتا رہونگا۔ اور نیز میرے مرنے پر جو بھی میری جائیداد ثابت ہو۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ فقط ۲۸ ۳/۴۳ العبد سید محمود بقلم خود مالک سوڈا واٹر فیکٹری لی مارکیٹ کراچی ۲۸ ۳/۴۳ گواہ شد فضل احمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کراچی ۲۸ ۳/۴۳ گواہ شد۔ امین الدین عباسی قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی شہر ۲۸۔۳۔۱۹۴۳

مشرق و مغرب کی تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

انڈیا نا پولس ۱۷ جون۔ جاپان کے سابق امریکن سفیر مسٹر جوزف گریو نے ایک پریس کانفرنس میں کہا جاپان کے فوجی لیڈر امریکہ پر حملہ کرنے اور اسے فتح کرنے کے لئے ضرورت پڑنے پر سو سالہ جنگ لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں اگر جاپان کو ان فتوحات کی جو اس نے اس وقت تک حاصل کی ہیں تنظیم کرنے۔ نیز ان مقبوضات کے قدرتی وسائل کو ترقی دینے کا وقت مل گیا۔ تو وہ امریکہ برطانیہ یا روس سے بھی زیادہ طاقت پکڑ جائے گا۔

لنڈن ۱۷ جون۔ الجیرس ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ جرمن گورنمنٹ نے حکومت ترکی سے کہا ہے کہ وہ میٹی لین سے اپنے قونصل کو واپس بلا لے۔ سالونیکا میں مقیم ترکی سفیر پہلے ہی واپس بلایا جا چکا ہے۔ میٹی لین بحیرہ ایجین میں یونان کا ایک جزیرہ ہے اور خلیج سمرنا سے دس میل شمال میں واقع ہے۔

لنڈن ۱۷ جون۔ آج لیبر پارٹی کی کانفرنس میں ایک ریزولیوشن میں ترمیم پیش کی گئی جس کا مفاد یہ تھا کہ جب تک جرمنی کو غیر مسلح نہیں کر دیا جائے گا۔ اس وقت تک دنیا میں مستقل امن قائم نہیں ہوگا۔ یہ ترمیم ۲٫۴۳۰٫۰۰۰ ووٹوں کی کثرت سے پاس ہوئی اور یہ ووٹنگ کا ریکارڈ تھا۔

لاہور ۱۷ جون۔ خیال تھا کہ کپڑا اور تاگے پر کنٹرول کا حکم شائع ہوتے ہی کپڑے کے نرخ گر جائیں گے۔ اور کپڑا سستا ہو جائے گا۔ مگر اس کا اثر الٹا ہوا ہے۔ اور ہر جگہ کپڑے کے نرخ بڑھ گئے ہیں۔ آج لاہور کی مارکیٹ میں بھی سوتی کپڑے کے نرخوں میں دس فیصدی کا اضافہ ہو گیا ہے۔

لنڈن ۱۷ جون۔ سویڈن کے ایک جرمن نواز اخبار نے اعلان کیا ہے کہ گذشتہ دنوں سٹاک ہالم میں روس اور جرمنی کے درمیان صلح کی بات چیت ہوئی ہے۔ روس کی نمائندگی میڈم کونٹے اور چند دیگر روسیوں نے کی۔ اور جرمنی کی نمائندگی اعلیٰ افسران نے کی۔ روس اور جرمنی کے درمیان صلح کی بات چیت کے سلسلے میں جب میڈم کونٹے سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ خبر جرمنوں کا گستاخانہ اور مضحکہ خیز پروپیگنڈا اور جھوٹ ہے جرمنی کے ساتھ صلح کی بات چیت کا تصور بھی نہیں کیا جانا چاہیئے۔

لنڈن ۱۷ جون۔ آسٹریلیا کے وزیر خارجہ نے ایک تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جب جنگ چھڑی تھی تو آسٹریلیا کے پاس کوئی جدید شکاری طیارہ نہ تھا صرف چند ٹریننگ دینے والے جہاز میسر تھے۔ سارے ملک میں دس سے زیادہ ٹینک بھی نہیں تھے۔

نئی دہلی ۱۷ جون۔ برطانیہ کی وزارت خوراک کے ایک ماہر افسر کراچی پہنچ گئے ہیں۔ آپ اشیائے خوردنی کے راشن اور تقسیم کے متعلق حکومت ہند کو اپنی سفارشات پیش کریں گے۔

سرینگر ۱۷ جون۔ گذشتہ روز سر محمد ظفر اللہ خاں فیڈرل کورٹ سرینگر میں تشریف لائے۔ موسم گرمیاں یہاں گذاریں گے۔

نئی دہلی ۱۷ جون۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حکومت ہند ایک اور اعلان جاری کرنے والی ہے۔ جو تمام اخباروں کو مطلع کر دے گا۔ غیر ممالک سے بہت سا اخباری کاغذ روانہ ہو چکا ہے۔ چونکہ جنگی صورت حالات بہتر ہو گئی ہے۔ اور اب سمندروں میں زیادہ خطرہ نہیں رہا۔ لہذا کاغذ پہنچ جائے گا۔

انقرہ ۱۷ جون۔ انقرہ کے سفارتی حلقوں میں ان شرائط صلح کا چرچا ہو رہا ہے جو رومانیہ کی طرف سے پیش ہو رہی ہیں۔ رومانوی حکومت یہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ جنگ سے رومانیہ کی علیحدگی کو متحدہ حلقوں میں کس طرح محسوس کیا جائے گا۔

واشنگٹن ۱۸ جون۔ امریکی ہوائی جہازوں نے سسلی میں کمیسو کے ہوائی اڈہ پر حملہ کیا جو نشانہ پر لگتے رہے۔ نیپلز کی بندرگاہ نیز سسلی میں ایک ریلوے لائن پر بمباری کی گئی۔ ایجین سمندر میں دشمن کے ایک جہاز کو ڈبو دیا گیا۔

لنڈن ۱۸ جون۔ ٹرکی اور فلسطین و شام کی سرحد جو پچھلے دنوں بند کر دی گئی تھی۔ اب پھر کھول دی گئی ہے۔ لیکن ٹرکی کی سرحد پر انگریزی فوج جمع ہو رہی رہے۔

نئی دہلی۔ برمائیں انگریزی جہازوں نے انیڈانگ جی کی چھاؤنی اور بوتھیڈانگ کے علاقہ میں بمباری کی۔ سب طیارے سلامتی سے واپس آگئے۔

واشنگٹن ۱۸ جون۔ مسٹر روز ویلٹ صدر جمہوریہ امریکہ نے ایک بل پر دستخط کئے ہیں۔ جس کی رو سے امریکن بیڑے کے لئے دس لاکھ ٹن کے مزید جہاز بنائے جائیں گے۔

لنڈن ۱۸ جون۔ جاپان کے وزیر اعظم جنرل ٹوجو کی تقریر پر لنڈن ٹائمز نے اپنے تبصرہ میں لکھا۔ کہ زیب محوری ممالک یہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ان کی قلعہ بندیوں کو کوئی سر نہیں کر سکتا۔

لنڈن ۱۹ جون۔ ۱۰ ڈاؤننگ سٹریٹ سے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ ملک معظم نے فیلڈ مارشل ویول کو آئندہ اکتوبر سے ہندوستان کا وائسرائے اور گورنر جنرل مقرر کیا ہے ریاستوں کے متعلق بھی آپ ہی تاج کے نمائندہ ہوں گے۔ موجودہ وائسرائے لارڈ لنلتھگو اکتوبر میں ریٹائرڈ ہو رہے ہیں۔ مارشل ویول بہت جلد ہندوستان روانہ ہو جائیں گے۔ آپ کی جگہ جنرل آکن لک ہندوستان کے کمانڈر انچیف کا عہدہ سنبھال لیں گے۔

لنڈن ۱۹ جون۔ ایک ذمہ دار سرکاری افسر نے مارشل ویول کے تقرر پر رائے زنی کرتے ہوئے کہا کہ فیلڈ مارشل ویول بڑے بڑے فوجی کام کرنے کے بعد اب پورے شہری بن گئے ہیں اس نئے تقرر سے گورنمنٹ کی ہندوستان کے متعلق پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ گورنمنٹ اب بھی سر سٹیفورڈ کرپس کی تجاویز پر قائم ہے۔ اور جنگ کے بعد ہندوستان کو اپنا آئین خود بنانے کا پورا اختیار دے گی۔

لنڈن ۱۹ جون۔ الجیریا ریڈیو نے اٹلی کے باشندوں کے نام ایک پیغام براڈکاسٹ کرتے ہوئے کہا کہ افریقہ کی اتحادی فوج کو اٹلی پر بمباری کرنے کا حکم مل چکا ہے۔ لہذا اٹلی کے باشندے اگر چاہیں تو جرمنی کا ساتھ چھوڑ کر اپنے آپ کو تباہی سے بچا سکتے ہیں۔

لنڈن ۱۹ جون۔ اگلے دو شنبہ کو نئی فرانسیسی ایگزیکٹو کمیٹی کا اجلاس جنرل ڈیگال کی صدارت میں ہوگا۔ الجیریا میں اس اجلاس کے متعلق بڑی بڑی امیدیں قائم کی جا رہی ہیں۔

لنڈن ۱۹ جون۔ روم سے آمدہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اطالوی گورنمنٹ نے سسلی کے تمام بڑے بڑے شہروں کو دس جولائی تک خالی کر دینے کا حکم دے دیا ہے۔ سرڈینیا میں بھی اس قسم کا حکم نافذ کر دیا گیا ہے۔

واشنگٹن ۱۹ جون۔ امریکہ کی پارلیمنٹ میں

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ رحمت اللہ خان شاکر